فداك أبي وأمي يا رسول الله ﷺ



بفیض روحانی نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت خلیفہ
و مظہر اعلی حضرت امام المناظرین شیر بیشۂ سنت الشاہ مفتی
حشمت علی خان قادری رضوی رضی المولیٰ عنہ

ماہنامہ حشمت ضیا

سنیت کا کام کریں گے
فتاویٰ رضویہ عام کریں گے

مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی
محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی
ناشر - مکتبۂ حشمتیہ

ماہنامہ

حشمت ضیا

نومبر ۲۰۲۲ء

مدیر اعلی

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت شہزادۂ ناصر ملت

علامہ مفتی **محمد مشارب الحشمت** صاحب قبلہ حشمتی

ناشر

مکتبۂ حشمتیہ

بفیضِ روحانی

محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی شہباز لامکانی **سرکار غوث الاعظم** دستگیر جیلانی رضی المولیٰ عنہ

ثم

شاہزادۂ غوث الاعظم امام العارفین **سرکار شیخ عبدالرزاق** قادری رضی المولیٰ عنہ

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان حشمتی شمشیر

فاتح کشمیر امام حق **حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، عارف باللہ، قطب زمن

مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت،

مشکوۃ العارفین، جنید زماں **حضرت علامہ مفتی محمد ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت، محقق عصر، رئیس التحریر،

مصنف کتب کثیرہ **حضرت علامہ مفتی محمد فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

خوشخبری!

٩٢/٤٨٦

١٩/ربیع النور شریف کو فقیر اور ماہنامہ حشمت ضیا کے بعض کارکن بغرض زیارت جنید زماں سرکار ناصر ملت و شہزادگان کے کرلا والے کاشانۂ اقدس پر حاضر ہوئے، وہاں دینی فوائد کو مد نظر رکھتے ہوئے نبیرۂ مظہر اعلی حضرت خلیفۂ مشاہد ملت شہزادۂ ناصر ملت صوفی باصفا مفتی محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم العالیہ سے ماہنامہ حشمت ضیا کے مدیر اعلیٰ کا عہدہ سنبھالنے کی درخواست کی، جس کی تفصیلی سماعت کے بعد حضرت نے لوجہ اللہ اسے قبول فرمالیا اور ماہنامہ حشمت ضیا کی باگ ڈور اپنے ذمے لے لی۔ یہ ہم غلامان اعلی حضرت رضی المولیٰ عنہ کے لیے انتہائی مسرت کی بات ہے۔ والحمد للہ۔ فجزاہ اللہ عنی و عن جمیع المسلمین۔

یہ مشترکہ طور پر قرار پایا کہ اب سے حضرت قبلہ ہی اس کے مدیر ہوں گے اور تمام کام حضرت کی دیکھ ریکھ میں ہوں گے۔ انشاءاللہ ثم شاءالرسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم۔

سگ بارگاہ مظہر اعلی حضرت

عبید حشمت علی غفرلہ القوی۔

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت ودرستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پاجائے تو آگاہ فرماکر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

نعت شریف

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُن کی رسائی ہے

از۔ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رضی المولیٰ عنہ

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُن کی رسائی ہے
گر اُن کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے
کیا بات تِری مجرم کیا بات بنائی ہے

سب نے صفِ محشر للکار دیا ہم کو
اے بے کسوں کے آقا! اب تیری دہائی ہے

یوں تو سب اُنھیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو
یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص اُن کی کمائی ہے

بازارِ عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
سرکارِ کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے

گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولیٰ
رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے

اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اٹھ
دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رَمائی ہے

اے عشق تِرے صدقے جلنے سے چُھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ **رضا** واللہ
صرف اُن کی رسائی ہے صرف اُن کی رسائی ہے

منقبت غوث اعظم رضی المولیٰ عنہ

بدل یافرد جو کامل ہے یا غوث

از۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ عنہ

بدل یافرد جو کامل ہے یا غوث
تِرے ہی در سے مستکمل ہے یا غوث

جو تیری یاد سے ذاہل یا غوث
وہ ذکر اللہ سے غافل ہے یا غوث

اَنَاالسَّیَّاف سے جاہل ہے یا غوث
جو تیرے فضل پر صائل ہے یا غوث

سخن ہیں اصفیا، تو مغزِ معنٰی
بدن ہیں اولیا، تو دل ہے یا غوث

اگر وہ جسمِ عرفاں ہیں تو تو آنکھ
اگر وہ آنکھ ہیں تو تل ہے یا غوث

اُلوہیّت نبوّت کے سوا تو
تمام افضال کا قابل ہے یا غوث

نبی کے قدموں پر ہے جز نبوّت
کہ ختم اس راہ میں حائل ہے یا غوث

اُلوہیّت ہی احمد نے نہ پائی
نبوّت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث

صحابیّت ہوئی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل ہے یا غوث

ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہے
وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث

رہا میدان و شہرستان عرفان
تِرا ازمنا تِری محفل ہے یا غوث

یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی
ہر اک تیری طرف مائل ہے یا غوث

تِری چڑیاں ہیں تیرا دانہ پانی
تِرا میلہ تِری محفل ہے یا غوث

کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ
کہ تلوا تاجِ اہلِ دل ہے یا غوث

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل
بحکمِ اولیا، باطل ہے یا غوث

جہاں دشوار ہو وہمِ مساوات
یہ جرأت کس قدر ہائل ہے یا غوث

تِرے خدّام کے آگے ہے اک بات
جو اوراقطاب کو مشکل ہے یا غوث

اُسے اِدبار جو مُنہ پھیرے تجھ سے
وہ ذی اقبال جو مقبل ہے یا غوث

خدا کے در سے ہے مطرود و مخذول
جو تیرا تارک و خاذل ہے یا غوث

ستم کوری وہابی، رافضی کی
کہ ہندو تک تِرا قائل ہے یا غوث

وہ کیا جانے گا فضلِ مرتضیٰ کو
جو تیرے فضل کا جاہل یا غوث

رضا کے سامنے کی تاب کس میں
فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث

رد علماء سوء (قسط اول)

از - حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی المولیٰ عنہ

ان میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے علم کے ساتھ دنیا کو طلب نہ کرے کیوں کہ عالم کا سب سے چھوٹا درجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی حقارت، ہلکا پن گدلا پن اور ناپائیداری نیز آخرت کی عظمت اور دوام اس کی نعمتوں کی صفائی اور اس کی سلطنت کی بڑائی کا شعور رکھتا ہو اور اسے معلوم ہو کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد میں اور دونوں دو سوکنوں کی طرح ہیں جب ایک کو راضی کروگے تو دوسری ناراض ہو گی یا ترازو کے دو پلڑوں کی طرح ہیں جب ایک بھاری ہوگا تو دوسرا ضرور ہلکا ہوگا، اور دو پیالوں کی طرح ہیں ان میں سے ایک بھرے گا تو دوسرا فارغ ہوگا ایک کو جتنا بھروگے حتی کہ اسے مکمل بھر دو تو دوسرا فارغ ہو جائے گا جو شخص دنیا کی حقارت، گدلا پن اور اس کی لذتوں کے تکالیف کے ساتھ ملے ہونے کی پہچان نہیں رکھتا اور نہیں جانتا کہ جو دنیوی لذت کسی خلش کے بغیر ہوتی ہو وہ جلدی ختم ہو جاتی ہے اس شخص کی عقل خراب ہے کیوں کہ مشاہدہ اور تجربہ اس بات کی خبر دیتا ہے تو جو آدمی عقل مند نہ ہو وہ علماء میں سے کیسے ہو سکتا ہے اور جو آدمی امر آخرت کی عظمت اور اس کے دوام کو نہیں جانتا وہ کافر ہے اس کا ایمان سلب ہو گیا تو جس کے پاس ایمان ہی نہیں وہ علماء میں سے کیسے ہوگا۔

اور جو شخص نہیں جانتا کہ دنیا آخرت کی ضد ہے اور ان دونوں کو جمع کرنا ایک بے فائدہ لالچ ہے وہ تمام انبیا کرام کی شریعتوں سے جاہل ہے بلکہ قرآن پاک کے اول سے آخر تک کا منکر ہے تو وہ کس طرح علماء کی جماعت میں شمار ہوگا، اور جو آدمی ان سب باتوں کو جانتا ہو پھر بھی آخرت کو دنیا پر ترجیح نہ دے تو اس کی شہوت نے اسے تباہ کر دیا اور اسی پر بدبختی غالب آگئی تو اس درجے کا آدمی علما کے گروہ میں کیسے شمار کیا جائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے واقعات میں ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا "جو شخص اپنی خواہش کو میری محبت پر ترجیح دیتا ہے میں اسے کم از کم یہ سزا دیتا ہوں کہ اسے اپنی مناجات کی لذت سے

محروم کر دیتا ہوں اے داؤد علیہ السلام ! (امت دواؤد) مجھ سے ایسے عالم کے بارے میں سوال نہ کرنا جسے دنیا نے نشے میں ڈال دیا وہ تجھے میری محبت کے راستے سے روک دے گا اور یہ لوگ میرے بندوں پر ڈاکہ ڈالنے والے ہیں اے داؤد علیہ السلام (امت داؤد علیہ السلام) جب کسی کو میرا طالب دیکھو تو اس کے خادم بن جاؤ، اے داؤد علیہ السلام ! جو آدمی کسی بھاگے ہوئے کو میری طرف لے آتا ہے میں اسے باخبر لکھ دیتا ہوں اور جس کو میں باخبر لکھ دوں اسے کبھی بھی عذاب نہیں دوں گا۔ اسی لیے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا علماء کی سزا دل کی موت ہے اور دل کی موت اخروی عمل کے ذریعے دنیا طلب کرنا ہے، اور اسی لیے حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا جب علم و حکمت کے ذریعے دنیا طلب کی جائے تو اس کی قدر و قیمت جاتی رہتی ہے، حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ امراء کے پاس آتا جاتا ہے تو وہ چور ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ دنیا سے محبت کرتا ہے تو سمجھ لو کہ تمہارے دین تہمت زدہ ہے کیونکہ ہر محبت کرنے والا اسی چیز میں مصروف رہتا ہے جس سے محبت کرتا ہے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے بعض گذشتہ کتابوں میں پڑھا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب کوئی عالم دنیا سے محبت کرتا ہے تو میں اسے سب سے ہلکی سزا یہ دیتا ہوں کہ اس کے دل سے مناجات کی لذت نکال دیتا ہوں۔ ایک شخص نے اپنے بھائی کو لکھا تجھے علم دیا گیا ہے پس گناہوں کے اندھیرے سے اپنے علم کے نور کو نہ بجھانا۔ اس طرح تم اس دن اندھیرے میں رہو گے جس دن اہل علم اپنے علم کی روشنی میں چلیں گے۔ حضرت یحیی بن معاذ رازی رحمہ اللہ علمائے دین سے یوں مخاطب ہوتے ہیں اے علما کرام ! تمہارے محلات قیصر رومی بادشاہ کے محلات اور تمہارے گھر کسری (ایرانی بادشاہ) کے گھر کی طرح ہیں تمہارے کپڑے محض ظاہری ہیں موزے جالوت کے موزوں جیسے سواریاں قارونی، برتن فرعونی گناہ دور جاہلیت جیسے اور تمہارے راستے شیطانی ہیں تو شریعت محمدیہ کہاں ہے کسی شاعر نے

کہاہے۔ چرواہا، بکری کو بھیڑیے سے بچاتا ہے جب چرواہے ہی بھیڑیے بن جائیں تو پھر کیا ہو گا۔ ایک دوسرے شاعر نے کہا، اے قراء کے گروہ اے شہر کے نمک، جب نمک ہی خراب ہو جائے تو کس کو ٹھیک کرے گا، کسی عارف سے پوچھا گیا کہ کیا وہ شخص جسے گناہوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے وہ اللہ تعالی کو نہیں پہچانتا انہوں نے فرمایا مجھے اس میں شک نہیں کہ جس شخص کے نزدیک دنیا کو آخرت پر ترجیح ہو، وہ اللہ تعالی کی معرفت نہیں رکھتا اور یہ شخص پہلے آدمی کی نسبت بہت ہلکا ہے اور یہ خیال نہ کرو کہ علمائے آخرت کے ساتھ ملنے کے لیے ترک مال کافی ہے بلکہ مال کی نسبت عہدے کا ضرر زیادہ ہے۔ اسی وجہ سے حضرت بشر رحمہ اللہ نے فرمایا لفظ حدثنا ہم سے حدیث بیان کریں دنیا کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جب کسی آدمی سے لفظ حدثنا سنو تو وہ کہتا ہے مجھے جگہ دو۔ حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ نے کتابوں کے دس سے زائد بستے اور ٹوکرے دفن کر دیئے تھے اور وہ فرماتے تھے کہ مجھے حدیث بیان کرنے کی خواہش پیدا ہوئی ہے اگر بیان حدیث کی خواہش ختم ہو گئی تو میں حدیث بیان کروں گا۔ انہوں نے اور دوسرے حضرات سے فرمایا جب تمہیں حدیث بیان کرنے کی خواہش پیدا ہو تو خاموش رہو پھر جب یہ خواہش نہ رہے تو بیان کرو۔ یہ اس لیے کہ تعلیم وارشاد کے منصب کی لذت دنیا کی ہر نعمت کی لذت سے بڑی ہے لہذا جو آدمی خواہشات کی بات مانتا ہے وہ دنیا کے بیٹوں میں سے ہے۔ اسی لئے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا، حدیث بیان کرنے کا فتنہ، اہل، مال اور اولاد کے فتنہ سے زیادہ سخت ہے اور اس فتنہ کا خوف کیسے نہ کیا جائے حالانکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا۔ ولولا ان سبتناك لقد كدت تركن اليهم قليلا۔ اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ان کی طرف کچھ نہ کچھ مائل ہو جاتے۔

حضرت سہیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علم تمام کا تمام دنیا ہے اور اس پر عمل آخرت ہے اور اخلاص کے بغیر تمام عمل بیکار ہے انہوں نے فرمایا علماء کے علاوہ تمام لوگ مردہ ہیں اور باعمل علماء کے

علاوہ باقی تمام علماء نشے کی حالت میں ہیں اور باعمل علماء تمام کے تمام دھوکے میں ہیں سوائے ان کے جو مخلص ہیں اور مخلصین خوف زدہ ہیں کہ نہ معلوم ان کا خاتمہ کیسے ہو، حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ نے فرمایا جب کوئی آدمی حدیث طلب کرے تاکہ نکاح کرے یا طلب معاش کے لیے سفر کرے تو وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا اس سے ان کی غرض یہ ہے کہ وہ اونچی اونچی سندیں طلب کرتا ہے یا وہ حدیث تلاش کرتا ہے جس کی طلب آخرت کے لیے ضرورت نہیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا وہ شخص اہل علم میں سے کیسے ہو سکتا ہے جس کا سفر آخرت کی طرف ہو اور وہ دنیوی راستے کی طرف متوجہ ہو اور وہ شخص کس طرح علماء میں شمار ہو سکتا ہے جو صرف اس لیے علم کی تلاش میں رہتا ہو کہ اس کے ذریعے دوسروں کا امتحان لے عمل کرنا مقصد نہیں۔ حضرت صالح بن کیسان بصری نے فرمایا۔ میں نے بہت سے بزرگوں کو دیکھا کہ وہ بدکار عالم حدیث سے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ایسا علم جس کے ذریعے اللہ تعالی کی رضا تلاش کی جاتی ہے، اس لیے حاصل کرتا ہے کہ اس کے سبب دنیا کا سامان پائے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ اللہ تعالی نے علماء سو کے بارے میں فرمایا کہ وہ علم کے ذریعے دنیا کھاتے ہیں اور علمائے آخرت خشوع اور زہد والے ہوتے ہیں علمائے دنیا کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًاؕ

اور جب اللہ تعالی نے ان لوگوں سے وعدہ لیا جنھیں کتاب دی گئی تاکہ وہ اسے لوگوں کے سامنے بیان کریں اور اسے نہ چھپائیں تو انہوں نے اسے پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا اور اس کے ذریعے بہت کم قیمت حاصل کی اور علمائے آخرت کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا

يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًاۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

اور بیشک اہل کتاب میں سے وہ لوگ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو کچھ اُن کی طرف نازل کیا گیا اس پر ایمان لاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے لیے جھکتے ہیں اور اُسکی آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہیں لیتے اُن لوگوں کا اجر انکے رب کے پاس ہے۔

بعض بزرگوں نے فرمایا علماء کو انبیاء کے گروہ میں اٹھایا جائیگا اور قاضیوں کو بادشاہوں کی جماعت میں اٹھایا جائیگا اور ہر وہ فقیہ اُن قاضیوں کے مفہوم میں شامل ہے جو اپنے علم سے دنیا کا قصد کرتا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا؛ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام کی طرف وحی بھیجی جو لوگ غیر دین کے لئے فقہ اور غیر عمل کے لیے علم حاصل کرتے ہیں آخرت کے عمل کے ذریعے دنیا طلب کرتے ہیں لوگوں کو دکھانے کے لیے بکری کی کھال پہنتے ہیں جب کے اُن کے دل بھیڑیوں کے دلوں جیسے ہیں انکی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی اور اُن کے دل ایلوا سے بھی زیادہ کڑوے ہیں وہ مجھے دھوکہ دیتے ہیں اور میرا تمسخر اڑاتے ہیں آپ اُن سے فرمادے میں اُنہیں اس فتنہ میں مبتلا کرونگا جس میں ایک بردبار آدمی بھی حیران رہ جائے گا۔

حضرت ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اس امت کے علماء دو قسم کے آدمی ہیں ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم دیا اور اس نے اسے لوگوں پر خرچ کیا اُس نے اس پر کوئی لالچ کی اور نہ اس کے بدلے کوئی قیمت لی یہ وہ شخص ہے جس کے لیے آسمان کے پرندے پانی کی مچھلیاں، زمین کے چار پائے اور کراما کاتبین فرشتے رحمت کی دعا مانگتے ہیں۔ وہ عالم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک معزز سردار کی صورت میں پیش کیا جائے گا حتی کہ وہ رسل عظام کی رفاقت اختیار کرے گا اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں علم عطا کیا لیکن اس نے بندگان خدا سے بخل کیا اس پر طمع کیا اور قیمت

وصول کی یہ عالم قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی اور لوگوں کے سامنے ایک منادی اعلان کرے گا کہ یہ فلاں بن فلاں ہے، اسے اللہ تعالی نے دنیامیں علم عطا کیا لیکن اس نے اس کے بندوں سے بخل کیا، لالچ کی اور اس علم کے بدلے قیمت حاصل کی چنانچہ اسے عذاب دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے حساب سے فراغت ہو جائے۔

اس سے بھی زیادہ سخت یہ روایت ہے کہ ایک شخص حضرت موسی علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا اس نے لوگوں کے سامنے کہنا شروع کر دیا کہ مجھ سے اللہ تعالی کے منتخب بندے حضرت موسی علیہ السلام نے بیان فرمایا، مجھ سے حضرت موسی علیہ السلام نے بیان کیا جنہیں اللہ تعالی نے نجات عطافرمائی، مجھ سے حضرت موسی علیہ السلام نے بیان کیا جن سے اللہ تعالی نے کلام فرمایا حتی کہ وہ بہت مالدار ہو گیا اور اس کے پاس بہت زیادہ مال جمع ہو گیا حضرت موسی علیہ السلام نے اسے نہ دیکھا تو اس کے بارے میں پوچھنے لگے لیکن اس کا سراغ نہ ملا حتٰی کہ ایک دن ایک شخص آیا اور اس کے پاس خنزیر تھا اور اس کے گلے میں سیاہ رسی ڈالی گئی تھی حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا کیا تو فلاں کو جانتا ہے؛ اس نے عرض کیا جی ہاں، وہ یہی خنزیر ہے حضرت موسی علیہ اسلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے میرے رب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اسے اصلی شکل پر لوٹا دے تاکہ میں اس سے پوچھوں کہ اسے کیا ہوا ہے اللہ تعالی نے آپ کی طرت وحی بھیجی کہ اگر آپ مجھے ان الفاظ وصفات کے ساتھ پکاریں جن کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر لوگوں نے پکارا تو بھی میں آپ کو اس کے بارے میں جواب نہیں دوں گا لیکن جس سبب سے میں نے اس کی شکل مسخ کی ہے وہ بتادیتا ہوں وہ یہ کہ یہ شخص دین کے ذریعہ دنیاحاصل کرتا تھا۔

اور اس سے بھی زیادہ سخت وہ روایت ہے جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے موقوفا اور مرفوعا دونوں طرح مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ عالم کے فتنے میں سے ہے کہ اسے سننے کی نسبت کلام کرنا زیادہ پسند ہو حالانکہ تقریر

میں بناوٹ اور زیادتی ہو جاتی ہے اور اس سے غلطی کا ڈر رہتا ہے جب کہ خاموشی میں سلامتی اور علم ہے اور علماء میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے علم کو جمع رکھتے ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ یہ دوسروں کے پاس بھی پایا جائے تو ایسا عالم جہنّم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوگا کوئی عالم اپنے علم میں بادشاہ کی طرح ہوتا ہے اگر اس کے علم کے بارے میں کوئی اعتراض کیا جائے یا اُس کے حق میں کچھ کوتاہی کی جائے تو اسے غصہ آتا ہے ایسا عالم جہنّم کے دوسرے گڑھے میں ہوگا کوئی عالم اس طرح کا ہوتا ہے کہ وہ اپنے علم اور عمدہ حدیثوں کو معزز اور مالدار لوگوں کے لئے کر دیتا ہے اور ضرورت مندوں کو اسکا اہل نہیں سمجھتا یہ شخص جہنّم کے تیسرے درجے میں ہوگا بعض عالم اپنے آپ کو فتویٰ دینے پر مقرر کر دیتے ہیں اور غلط فتویٰ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تکلف کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے تو ایسا عالم جہنّم کے چوتھے طبقہ میں ہوگا بعض علماء یہود و نصاریٰ کا کلام پیش کرتے ہیں تاکہ اُس کے علم کی قدر ہو ایسا شخص جہنّم کے پانچویں طبقہ میں جائیگا کوئی عالم اپنے علم کو لوگوں میں مروت فضیلت اور ذکر کا ذریعہ بناتا ہے یہ جہنّم کے چھٹے طبقہ میں ہوگا بعض علماء کو تکبّر اور خود پسندی دھوکہ دیتی ہے اگر خود وعظ کرے تو سختی کرتا ہے اور گر اسے نصیحت کی جائے تو ناک چڑھاتا ہے یہ شخص جہنّم کے ساتویں طبقہ میں ہوگا تو اے بھائی تُجھ پر خاموشی لازم ہے اس طرح تُم شیطان پر غالب آؤگے کسی عجیب بات کے بغیر نہ ہسنا اور کسی مقصد کے بغیر باہر نہ جانا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

ایک شخص کے لیے تعریف اس قدر پھیلا دی جاتی ہے کہ وہ مشرق و مغرب کے درمیان کو بھر دیتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مچھّر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوتی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اپنی مجلس سے واپس ہونے لگے تو ایک خراسانی آدمی نے ایک تھیلی پیش کی جس میں پانچ ہزار درہم اور باریک ریشم کے دس کپڑے تھے۔ اور کہا اے ابوسعید! یہ خرچ کے لیے ہیں اور یہ پہننے

کے کپڑے ہیں حضرت حسن رحمتہ اللہ نے فرمایا اللہ تعالی تجھے معاف کرے اپنی رقم اور کپڑے لے جاؤ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جو شخص میری طرح کی مجلس میں بیٹھے اور لوگوں سے اس قسم کی چیزیں قبول کرے قیامت کے دن اللہ تعالی سے یوں ملاقات کرے گا کہ اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

حضرت جابر رضي الله عنه سے موقوفا اور مرفوعا روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ہر عالم کے پاس نہ بیٹھو صرف اسی عالم کے پاس بیٹھو جو تمہیں دس چیزوں کو چھوڑ کر دوسری دس چیزوں کی دعوت دیتا ہے شک سے یقین کی طرف ریاکاری سے اخلاص کی طرف دنیوی رغبت سے زہد کی طرف تکبّر سے عاجزی کی طرف اور دشمنی سے خیر خواہی کی طرف بلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَخَرَ جَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ- قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُۙ- اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ۔ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ

پھر وہ قارون بن ٹھن کر قوم کی طرف نکلا تو جو لوگ دنیوی زندگی چاہتے تھے کہنے لگے کاش ہمارے لیے بھی اس کی مثل ہوتا جو قارون کو دیا گیا ہے بیشک یہ بہت بڑے حصے والا ہے اور جن کو علم دیا گیا تھا انہوں نے کہا تمہارے لیے ہلاکت ہے ایمان والوں کے لیے ثواب بہتر ہے۔

تو اہل علم نے جان لیا کہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دینی چاہیے۔

علماء آخرت کی علامت میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس کا عمل اُس کے قول کے خلاف نہ ہو بلکہ جب تک وہ کسی بات پر خود عمل نہ کرتا ہو اُس کا حکم نہ دے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

أَتَأْمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ

کیا تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔

اور ارشاد خداوندی ہے۔

كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ

اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑے غضب کا باعث ہے کہ تم وہ بات کہو جو خود نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا۔

وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ

میں جس بات میں تمہیں منع کرتا ہوں اُس میں تمہاری مخالفت کا ارادہ نہیں کرتا۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ

اور اللہ سے ڈرو اللہ تعالیٰ تمہیں سیکھاتا ھے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ و اعلموا

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان لو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ واسمعوا

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سنو۔

(احیاءالعلوم شریف، جلد ۱)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

مقام غوث اعظم کی ایک جھلک

از: امام اجل حضرت سید خیر الدین معروف بہ شاہ ابوالمعالی لاہوری رضی المولی عنہ

عیسی بن عبد اللہ بن قیمار رومی رحمتہ اللہ تعالی علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ جو مسلمان میرے مدرسے کے پاس سے گزر جائے گا۔ قیامت کا عذاب اس سے تخفیف کیا جائے گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ ایک ہمدانی آنحضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے۔ اس نے آج خواب میں مجھ سے بیان کیا کہ میں قبر کے عذاب سے تنگ ہوں۔ اس لیے تو شیخ عبد القادر جیلانی کے پاس جا اور میرے لیے دعا کی التجا کر۔ شیخ صاحب نے پوچھا کہ وہ کبھی میرے مدرسے سے گزرا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آنحضرت خاموش ہو گئے۔ دوسرے روز پھر وہی شخص حاضر خدمت ہو کر بولا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے۔ نہایت خوش و خرم اور سبز لباس پہنے ہوئے کہتا ہے کہ مجھ سے عذاب دور کر دیا گیا اور یہ خلعت مجھ کو شیخ صاحب کی برکت سے دی گئی ہے۔ اے فرزند! تجھے لازم ہے کہ آنحضرت کی خدمت میں رہے۔

راوی مذکور یہ بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ میں آنحضرت کی مجلس میں حاضر تھا۔ لوگوں نے آنجناب کی خدمت میں عرض کی کہ فلانی قبر سے میت کی آہ وزاری سنی جاتی ہے اور ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ اسے باب الازج میں دفن کیا ہے۔ آنحضرت نے پوچھا کہ کیا اس نے میرا خرقہ پہنا ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ ہمیں معلوم نہیں پھر فرمایا کیا کبھی وہ میری مجلس میں آیا ہے۔ انہوں نے کہا معلوم نہیں پھر استفسار کیا کہ کبھی میرے بعام سے اس نے کچھ کھایا ہے۔ انہوں نے کہا معلوم نہیں پھر فرمایا کہ ایسا کوتاہی کرنے والا زیاں کاری کے ہی لائق ہے۔ پھر ایک ساعت تک مراقبے میں رہے تو آپ کے چہرہ مبارک پر ہیبت اور وقار ظاہر ہوا اور فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اس نے آپ کا روئے مبارک دیکھا ہے اور

گمان نیک کیا خداوند تعالی نے اس کے سبب اس پر رحمت کی اور پھر اس کی قبر سے نالہ وفریاد نہ سنا۔

شیخ الغنائم بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت نے اپنے ایک خادم کو خلوت میں بٹھایا۔اسی رات وہ ستر بار محتلم ہو گیا اور پر دفعہ نئ عورت سے محتلم ہوا۔ ان میں سے بعض کو وہ پہچانتا تھا اور بعض کو نہیں پہچانتا تھا۔ جب علی الصباح شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کہ رات کے ماجرے کی شکایت کرے۔ لیکن شیخ صاحب نے اس کے بولنے سے پہلے ہی فرمایا کہ رات والے احتلام کو برا نہ سمجھ کیونکہ لوحِ محفوظ میں تیرے نام ستر دفعہ زناں فلاں فلاں نام و شکل کی عورت سے لکھا ہوا تھا۔ میں نے خداوند تعالی سے درخواست کی تو اس بیداری کو خواب میں تبدیل کیا گیا۔ حضرت قادریہ شہود فرماتے تھے کہ ایک دن ایک مرد آنحضرت کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ اس درگاہ عالم پناہ سے جو کہ قبلۂ حاجات ہے۔فرزند نرینہ کے لیے ملتمس ہوں۔ (فرد)

روکہ درخواست از خدائے کریم

آنچہ مے خواستی عطا کردیم

اس کے بعد وہ مرد ہر روز آپکی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا اور کبھی کبھی اشارۃ یا صراحۃ اس بات کے لیے عرض کر دیا کرتا کیونکہ صاحب غرض مجنون ہوتا ہے۔ جب اس کی التماس حد سے گزر گئی کہ فرمایا کہ مجھے اتنی دفعہ نہ ستا جو کچھ تو چاہتا ہے، میں نے اس کی ماں کے پیٹ میں اس کو مشاہدہ کیا ہے۔

بروشاد میباش کارت بکام است

آخر جب حمل کے دن گذشتہ ہو گئے تو بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی تو وہ اس کو اٹھا کر پیر جہانگیر کی خدمت میں لے آیا اور عرض کی کہ میری التماس فرزند نرینہ کے لیے تھی فرمایا کہ اس کو کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے جا اور پھر دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ جب اس نے گھر آکر دیکھا تو بجائے لڑکی کے لڑکا پایا۔

ع۔ اللہ اللہ چہ قادریست بہ بیں

شیخ ابو مسعود خرمی نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ابو المظفر حسین تاجر، حماد دباس کے پاس گیا اور کہا کہ میں نے قافلہ تیار کیا ہے اور ملک شام کو جانا چاہتا ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تو اس سال سفر کرے گا تو مارا جائے گا اور تیرا مال و متاع ضائع ہو جائے گا۔ وہاں سے محروم ہو کر حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آیا اور سارا حال عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا جا سفر کر وہ سلامتی سے چلا گیا اور مال عمدہ نفع پر فروخت کیا۔ ایک دن حلب میں اترا اور جو کچھ اس کے پاس تھا۔ اس کو ایک جگہ رکھ دیا اور قضائے حاجت سے فارغ ہوا تو اس مال کہ اسی جگہ بھول گیا۔ جب اپنی خواب گاہ میں گیا تو سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ ایک عرب کے ایک طائفے نے اس کے قافلے پر حملہ کیا اور لوٹا اور آدمیوں کہ تہ تیغ کیا اور ایک شخص نے آکر اس کی گردن کو چھری سے کاٹا۔ اس خواب سے بیدار ہوا اور خون کا نشان اپنی گردن میں دیکھا اور درد محسوس کیا اور اپنے مال کو یاد کیا۔ فوراً اس جگہ گیا اور اپنے مال کو موجود پایا۔ وہاں سے بغداد میں واپس آیا اسی سوچ میں تھا کہ پہلے کس صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں کہ شیخ حماد نے جو کہ سلطان بازار میں چلے جا رہے تھے کہا کہ ابو المظفر! پہلے شیخ عبد القادر کے پاس جا۔ کیونکہ وہ خداوند تعالیٰ کے محبوب ہیں اور انھوں نے سترہ دفعہ خداوند تعالیٰ سے التجا کر کے اس واقعے کو بیداری سے خواب میں تبدیل کرایا اور مال کے تلف ہونے کو نسیان سے۔ جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنجناب نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ حماد نے سوقِ سلطان میں تجھ سے بیان کیا بالکل ٹھیک ہے۔ مجھے اپنے معبود کی عزت کی قسم ہے کہ میں نے سترہ بار درخواست کی تب تیرے قتل بیداری کو نیند اور تلفِ مال کو نسیان سے بدلا گیا۔

ابو المعانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ ہم ایک ایسے خوفناک جنگل میں کہ جہاں بھائی بھائی کی مدد نہ کرتا۔ جب اونٹوں کو لادا تو چار اونٹ گم ہو گئے۔ قافلہ چلا گیا اور ہم اونٹوں کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ ہر چند ہم نے ڈھونڈا لیکن اونٹوں کا نشان نہ پایا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے آنحضرت کی بات یاد آئی کہ اگر تو سختی میں عاجز ہو جائے تو مجھے پکارنا تاکہ وہ مصیبت تجھ سے دور ہو جائے میں نے اسی وقت فریاد

کی کہ اے شیخ عبدالقادر! (رضی اللہ عنہ) میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ مشرق کی طرف ایک آدمی ٹیلے پر کھڑا آستین سے مجھے اشارہ کرتا ہے کہ آ۔ جب میں وہاں گیا تو کسی کو نہ دیکھا۔ لیکن چاروں اونٹ مجھے مل گئے۔

شیخ عمر بزاز سے منقول ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا کہ جو شخص مجھے سختی میں یاد کرے، تو میں اس بلا کو دور کر دیتا ہوں اور جو مصیبت میں مجھ سے مدد طلب کرے تو اس مصیبت کو رفع کرتا ہوں اور جو کسی حاجت کے لیے خدا کے حضور مجھے وسیلہ بنائے تو میں اس کی حاجت روا کر دیتا ہوں اور جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص اور سورہ کافرون گیارہ گیارہ دفعہ پڑھے اور پھر گیارہ دفعہ درود پیغمبر علیہ السلام پر بھیجے اور سلام کہے اور اس کو یاد کرے اور پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چل کر میرا نام لے اور اپنی حاجت کو یاد کرے بیشک اس کی حاجت پوری ہو گی۔

عثمان صریفنی اور عبد الحق حریمی نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم۔ منگل کے دن تیسری ماہ صفر کو آنحضرت کے مدرسے میں گئے۔ آنجناب نے اٹھ کر وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا کی اور سلام دینے کے بعد ایک ہیبت ناک نعرہ مارا اور قبقاب یعنی کھڑاؤں کو ہوا میں پھینکا۔ یہاں تک کہ وہ نظر سے غائب ہو گئی۔ اور دوسرا نعرہ مار کر دوسری کھڑاؤں کو بھی نظر سے غائب کر دیا۔ اس کے بعد بیٹھ گئے لیکن کسی کو اتنی جرات نہ تھی کہ آپ سے پوچھے کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ بیس روز کے بعد عجم کے شہروں میں سے ایک قافلہ آیا اور کہا کہ ہمیں کچھ شیخ صاحب کی نیاز دینا ہے آپ نے فرمایا ان میں سے ایک من ریشم اور ریشمی کپڑے اور کچھ سونا لے لو۔ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا اور ان چیزوں کے علاوہ آنحضرت کی کھڑاویں بھی دیں۔ ہم نے پوچھا کہ یہ کھڑاویں تم نے کہا سے لیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم منگل کے دن تیسرے ماہ صفر کو سفر کر رہے تھے کہ اچانک کچھ عربی راہزن بمع دو سرداروں کے ہم پر حملہ آور ہوئے اور ہم میں سے چند آدمیوں کو مار ڈالا اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور ایک وادی میں لے جا کر تقسیم کرنے لگے۔ ہم نے کہا کہ آؤ اس وقت شیخ عبدالقادر کو یاد کریں اور ہم نے ایسا ہی کیا

اور منت مانی۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہم نے دو نعرے عظیم سنے کہ ان کہ ہیبت تمام وادی میں چھا گئی اور وہی راہزن ہمارے پاس گھبرائے ہوئے دوڑتے آئے۔ ہم نے خیال کیا کہ شاید کسی اور گروہ نے ان پر حملہ کیا ہے۔ لیکن وہ ہمیں کہنے آئے تھے کہ آؤ اپنا مال لے جاؤ اور دیکھو کہ ہم پر کیا مصیبت نازل ہوئی ہے۔ ہم نے جا کر دیکھا کہ ان کے دونوں سردار مرے پڑے ہیں اور وہی دونوں کھڑاویں ان کے پاس دھری ہیں۔ پھر ہم نے اپنا مال واسباب مع کھڑاؤں کے لیا اور وہ کہتے تھے۔ ان هذا الام علينا عظیم۔

(تحفۃ القادریہ، صفحہ ٥٤)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

اسرار الاحکام بانوار القرآن (قسط ششم)

از۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

س۔ تو چلوں کے لئے چالیس دن ہی کیوں مقرر ہیں؟

ج۔ روحانی اور جسمانی ترقیوں کے لئے چالیس کا عدد مانا ہوا ہے آدم علیہ السلام کا خمیر چالیس سال تک خشک کیا گیا۔ بچہ ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ پھر چالیس دن بستہ خون پھر چالیس دن تک حیض آ سکتا ہے چالیس سال کی عمر میں عقل پختہ ہوتی ہے اسی لئے اکثر پیغمبروں کو نبوت اس عمر میں عطا ہوئی اس لئے چلے کے لئے چالیس دن مقرر ہوئے۔

س۔ صوفیا کا عرس کیوں ہوتا ہے؟

ج۔ شریعت میں نمازوں۔ حج اور زیارت مدینہ منورہ کے ذریعہ مسلمانوں کو جمع ہونے کا موقع دیا جاتا ہے۔ تاکہ تعلقات قائم ہوں۔ ایسے ہی اہل طریقت کو جمع کرنے کے لئے عرس مقرر کئے گئے۔ جس میں ایک پیر کے مریدین آپس میں ایک دوسرے سے مل کر تعلقات قائم رکھ سکتے ہیں۔ نیز عام مومنین کو عرس کے ذریعہ تلاش پیر کا اچھا موقعہ مل جاتا ہے۔ ایک جگہ ہزارہا اہل دل جمع ہو جاتے ہیں۔ علماء کو مدارس کے سالانہ جلسوں۔ کانفرنسوں کے ذریعہ جمع کیا جاتا ہے۔ یہ عرس صوفیاء کی کانفرنسیں ہیں۔ اس کی اصل حدیث شریف سے ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سال میں ایک بار شہدائے احد کی زیارت فرماتے تھے۔

س۔ اسے عرس کیوں کہتے ہیں؟

ج۔ اس لئے کہ عرس کے معنی ہے شادی۔ اس لئے دولھا کو عروس کہا جاتا ہے بزرگوں کی وفات اپنے پیارے مولی اپنے محبوب مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا ذریعہ ہے۔ لہذا وہ ان کا شادی کا دن ہے۔ نیز نکیرین امتحان میں کامیاب پاکر ان سے عرض کرتے ہیں۔ اے اللہ کے بندے دولہا کی طرح سو جا۔ لہذا ان کی وفات کا دن روز عرس کہلایا۔

س۔ بعض عرسوں میں قوالی ہوتی ہے اور بعض میں نہیں۔ قوالی تو بری چیز ہے یہ کیوں ہوتی ہے۔ حضور نے گانے بجانے سے منع فرمایا۔

ج۔ گانا برائے رونا اور رونا برائے جانا۔ قوالی ایک درد کی دوا ہے جسے درد ہو وہ استعمال کرے۔ دوسرا اس سے علیحدہ رہے۔ جن گانوں سے منع کیا گیا۔ وہ مخرب اخلاق واہیات گانے بجانے ہیں۔ (قوالی) گانے والے سننے والے سب اہل درد ہیں۔

س۔ قوالی وغیرہ میں وجد اور رقص کیوں کرتے ہیں جسم کیوں ہلاتے ہیں؟

ج۔ پیارے کا ذکر وجد و شوق سے کرنا چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کی تلاوت میں ایسی جنبش فرمایا کرتے تھے جیسے نسیم سحری سے نرم شاخیں۔

تلاوت کرنے والا ذکر محبوب سننے والا گویا اسلام کے چمن کا درخت ہے اور ذکر ایک مصطفے علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا رحمت کی ٹھنڈی ہوا۔ صحیح طریق سے ثابت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصیدہ بردہ کے بعض اشعار پر جنبش فرمائی۔ انہیں اشعار بابلہ کہتے ہیں۔ اب بھی حکم ہے کہ اس قصیدہ کے دو اشعار مل کر پڑھنے چاہئیں۔ سارا قرآن وجد کی سی حالت پیدا کر کے ہل کر پڑھنا چاہیئے۔ رب فرماتا ہے۔ ہمارے کلام سے خائفین کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور رسول کے ذکر پر جانوروں پتھروں بلکہ لکڑیوں کو وجد ہوا ہے۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ موسی علیہ السلام تو دیدار یار کے وجد میں بے ہوش ہو کر گر بھی گئے۔ پہاڑ پھٹ گیا۔ رب فرماتا ہے کہ اگر ہم پہاڑ پر قرآن اتارتے تو وہ خوف الہی سے پھٹ جاتا۔

س۔ تو چاہیئے کہ سب بزرگ قوالی سنا کریں وجد کیا کریں۔ حالانکہ بعض صوفیا اس سے پرہیز کرتے ہیں۔

ج۔ بعض بزرگوں پر اطاعت و فرمانبرداری کا غلبہ ہے اور بعض پر عشق و محبت کا۔

پہلی قسم کے حضرات اس سے بچتے ہیں۔ دوسرے سنتے ہیں۔ اولیاء صحابہ کے اور صحابہ انبیاء کرام کے نقش قدم پر ہیں۔ بعض صحابہ جیسے حضرت

عمر رضی اللہ عنہ پر عشق کا غلبہ ایسے ہی انبیاء کرام ہیں۔ موسی علیہ السلام پر عشق کا ظہور زیادہ - عیسی علیہ السلام تارک الدنیا۔ سلیمان علیہ السلام صاحب تخت و تاج۔ ہمارے پیارے مصطفے صلی للہ علیہ وسلم جامع جمیع صفات ہیں اس وجہ سے یہ اختلاف ہے۔

س۔ بعض لوگ خلاف شرع کام کرتے ہیں اور لوگ انہیں بزرگ مانتے ہیں۔ یہ کس حد تک درست ہے۔ کیا بے نمازی ولی بن سکتا ہے؟

ج۔ بعض صوفی عقل و خرد کھو بیٹھتے ہیں۔ جنہیں مجذوب کہا جاتا ہے ان پر بہت سے شرعی احکام جیسے نماز روزہ وغیرہ جاری نہیں ہوتے۔ حضور فرماتے ہیں

کہ تین شخصوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔ بچہ۔ دیوانہ۔ مجنون ایسے لوگ اللہ کے پیارے ہیں۔ ان پر اعتراض نہ کرو۔ مگر جس کے ہوش وحواس درست ہوں۔ پھر خلاف شرع عمل کرے وہ صوفی نہیں شیطان ہے۔ جب انبیائے کرام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر احکام شرع رہے تو دوسرا کس شمار میں ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ ہر دیوانہ مجذوب نہیں۔

س۔ بعض مشہور بزرگوں سے خلاف شرع باتیں صادر ہوئی ہیں کسی نے کہا انا الحق کیسی نے کہا سبحانی ما اعظم ثانی۔ تعجب ہے کہ فرعون نے دعویٰ خدائی کیا تو کیا کافر ہوا۔ منصور دعولے خدائی کرے مومن رہے یہ ہو سکتا ہے؟

ج۔ ان بزرگوں سے ایسے کلمات بے خودی اور غشی عشق میں نکلتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان پر شرعی احکام یعنی فتویٰ کفر صادر نہیں ہو سکتے اس وقت زبان ان کی تھی اور کلام رب کا۔ جیسے فوٹو گرافر کا ریکارڈ یا ریڈیو کی پیٹی کہ یہ خود نہیں بولتی اور ان میں سے آواز نکل رہی ہے مگر بولنے والا کوئی اور ہے۔ طور سینا کے درخت سے آواز آرہی تھی "یا موسی انی انا اللہ"۔ اے موسی میں اللہ ہوں۔ یہ کلام رب کا تھا درخت اس کا مظہر۔ کیا وہ درخت کافر ہو گیا۔ ہر گز نہیں ایسے ہی یہ حضرات ہیں۔ فرعون کا یہ حال نہ تھا۔

چوں، روا باشد انا اللہ از درخت
کے روانہ بود کہ گوید نیک بخت

س۔ بعض صوفیائے کرام وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے ؟ کیا سارا جہاں خدا ہے معاذاللہ ایک شخص کہتا ہے ہم تم ہیں۔ خدا ہر در و دیوار خدا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مومن کیسے ہو سکتا ہے۔ ہندو دو خدا مانے تو مشرک۔ یہ اٹھارہ ہزار عالم کو خدا مانیں اور مومن رہیں۔

ج- وحدت الوجود کے معنی یہ نہیں کہ ہر چیز خداہ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے سوا کچھ نہیں۔ پہلی بات کفر ہے نہ کہ دوسری۔ وہ یہ فرماتے ہیں مصرع

ہمہ نیست اندر آنچہ ہستی توئی

مختصراً یوں سمجھو کہ دیوار کا سایہ دیوار سے علیحدہ مستقل وجود نہیں رکھتا۔ آئینہ خانہ میں کوئی شمع جلائے تو ہزاروں مختلف آئینوں میں نظر آئیں گی۔ شمع چند نہیں بلکہ اس کے عکس چند ہیں۔ جن کا غیر مستقل وجود اس ایک مستقل شمع سے وابستہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایسے ہی عالم کی چیزیں خود مستقل کچھ نہیں۔ یہ رب کے جلوے ہیں جن کا وجود محض اعتباری ہے اصل وجود وہی معبود ہیں۔ وہ کہتے ہیں لا موجود الا ھو یہ فقط سمجھانے کے لئے کہا گیا ورنہ ان کے نزدیک وہ آئے بھی اعتباری اور اعتبار بھی اعتباری ہے۔ واقفیت رب کے سوا کسی میں نہیں اس کے سوا کچھ عرض کرنے کی گنجائش نہیں۔

س۔ بعض مریدین اپنے پیر کے سوا کسی بزرگ کو نہیں مانتے۔ ہر وقت اپنے پیر ہی کا ذکر کرتے ہیں۔ دوسرے ذکر کو پسند نہیں کرتے کیا یہ درست ہے ؟

ج- ماننا اور بات ہے اور کسی کا ہر وقت تذکرہ کرنا اور بات ہر مرید سارے بزرگوں کو مانتا ہے۔ مگر ہر دم اپنے شیخ کا اس لئے دم بھرتا ہے کہ اسے روحانی نعمتیں اسی سے ملی ہیں۔ کتا اپنے مالک کے پیچھے ہی دم ہلاتا ہے۔ کیونکہ اس کے ہاتھ سے ہی ٹکڑے کھاتا ہے۔ شاگرد اپنے ہی استاد کے گن گاتا ہے۔ مگر مانتا سارے علماء کو ہے۔ اگر کوئی بدبخت مرید دوسرے بزرگوں کا منکر ہو تو وہ اس شیخ کے فیض سے بھی محروم رہے گا۔ سلسلہ مشائخ جال کے پھندے ہیں ایک کھل گیا سب کھل گئے۔ کسی نبی کا منکر شرعی کافر ہے کسی ولی کا منکر طریقت کا مجرم ہے۔ خاکپائے غوث اعظم سایۂ ہر ولی۔

س۔ بعض لوگ کسی بزرگ کے جنگل میں شکار نہیں کرتے یا وہاں کے کسی جانور کو نہیں مارتے۔ مخدوم سید اشرف جہانگیر کچھوچھوی قدس سرہ کے تالاب کی مچھلیاں کوئی نہیں پکڑتا کیا وہ جانور حرام ہیں یا شکار حرام ہے اور مسلمانوں کا یہ فعل خلاف ایمان ہے یا نہیں؟

ج۔ نہ یہ جانور حرام ہیں نہ ان کا شکار وہ سب حلال ہیں۔ ان کے شکار سے بچنا حرمت کی وجہ سے نہیں بلکہ نقصان سے بچنے کے لئے ہے۔ جیسے بلغمی مزاج کا آدمی دہی اور لسی سے بچتا ہے یا ہر شخص کھاری پانی سے کہ یہ چیزیں حرام نہیں مضر ہیں۔ بعض بزرگوں کے جنگلوں کے جانور کے شکار سے لوگوں نے نقصان اٹھایا۔ تجربہ کرکے شکار چھوڑ دیا۔ اطباء بعض زمین کی بعض چیزوں سے بھی پرہیز کراتے ہیں۔ اس کی اصل یہ ہے کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کہ وہ حرام نہ تھی۔ مگر اس کا تکلیف دینا تکلیف دہ ثابت ہوا۔ اس لئے اسے منع کر دیا گیا۔ ورنہ اونٹ حلال ہے۔ گذشتہ پیغمبروں کی قربانیاں کہ ان کا گوشت کوئی نہ کھا سکتا تھا۔ حضور علیہ السلام قوم صالح کے کنوئیں پر ایک سفر میں گذرے تو صحابہ کرام کو اس پانی کے کنوئیں سے روک دیا گیا کہ جن لوگوں نے اس پانی سے آٹا گوندھ لیا تھا۔ وہ بھی پھکوا دیا۔ وہ پانی حرام نہ تھا۔ اس کا استعمال نقصان دہ تھا۔ حرم مدینہ کا شکار احناف کے نزدیک حرام نہیں نہ اس سے جزا واجب ہے۔ مگر اس سے بچنا لازم ہے۔ حرم مدینہ کے کبوتر کوئی نہیں مارتا کیونکہ یہ فعل نقصان دہ ہوگا حالانکہ کبوتر حلال ہے۔

س۔ صوفیائے کرام دعاؤں کے اول میں "اللھم" کیوں لگاتے ہیں اللہ کے ساتھ میم کیسی۔ اگر کہا جاوے کہ یہ لفظ اصل میں یااللہ تھا۔ یا کے بدلے میم لگائی ہے تو بجائے میم کے کوئی اور حرف کیوں نہ لگایا؟

ج۔ اس لئے کہ میم رب کے ۲۰ ناموں میں آتی ہے جیسے مومن مھیمن مالک ملک مقتدر کریم رحیم حلیم رحمن وغیرہ لہذا جو کوئی اللہ کے ساتھ میم لگا کر پکارے گویا اس نے رب کو ایسے ناموں سے یاد کیا اور ہر نام کے اثر مختلف ہیں۔ لہذا تمام اثرات حاصل ہوئے۔ اسی لئے حضور کے بہت سے اسماء شریف میں میم آتی ہے جیسے محمد احمد مصطفی مجتبی وغیرہ کیونکہ حضور ذات و صفات الٰہی کے مظہر ہیں۔ لہذا اللہ میں اللہ کا نام اور

محمد کی میم آگئ۔ گویا دعا میں حضور علیہ السلام کا وسیلہ بھی حاصل ہو گیا۔

س۔ صوفیاء کرام توجہ دیا کرتے ہیں۔ اس کی کیا حقیقت ہے ؟

ج- توجہ کے معنی ہے دھیان دینا۔ اپنے دل کو کسی طرف لگا دینا۔ صوفیاء کرام کا دل کامل نورانی ہوتا ہے اور اعلی نور کی خاصیت روشنی بھی ہے۔ اور پاک کرنا یا فیض پہنچانا بھی ۔ دیکھو آفتاب کی نورانی شعاعیں روشنی کے ساتھ گندی زمین کو خشک کر کے پاک بھی کر دیتی ہیں اور کھیتیاں بھی پکاتی ہیں۔ چاند کی نورانی شعاعیں پھلوں میں دودھ پیدا کرتی ہیں ستاروں کی شعاعیں پھلوں میں لذت اور رنگت بھرتی ہیں۔ ایسے ہی قلب شیخ کی نورانی کرنیں مرید کے قلب میں صفائی ایمانی قوت وغیرہ پیدا کر دیتی ہیں۔ مسمریزم والے آنکھ کی شعاعوں کے ذریعہ وزنی چیزیں کھینچ لیتے ہیں نگاہ سے شیشے توڑ دیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے انگلی پاک کی نورانیت سے آسمان پر چاند کے ٹکڑے کر دیئے۔ ایسے ہی شیخ کی توجہ سے مرید کو وہ فائدہ پہنچتا ہے جو تمام فوائد سے اعلی ہے۔

س۔ تصور شیخ کیوں کہا جاتا ہے۔ یہ تو مشرکانہ فعل ہے۔

ج- تصور کے معنی ہی خیال کرنا یا خیال رکھنا۔ بندے کو چاہیئے کہ رب کی قدرت وسلطنت کا خیال رکھے تا کہ یہ خیال اسے گناہوں سے روکے۔ بچہ استاد کو غافل دیکھ کر کھیلتا کودتا ہے۔ اگر پیچھے سے استاد دیکھ رہا ہے تو برابر پڑھتا رہے۔ یہ خیال نیکوں کی اصل ہے۔ خان تکن ترا و خانہ۔ ہر ایک کا یہ ہی مقصد ہے۔ مگر انسان بے دیکھی ذات کا خیال نہیں رکھ سکتا۔ نہ ہم نے رب کو دیکھا ہے نہ رسول کی زیارت کی۔ مجاز حقیقت کی سیڑھی ہے۔ شیخ کو اس خیال سے دیکھا ہے کہ یہ اللہ و رسول کا پیارا ہے ۔ اس لحاظ سے اگر صورت شیخ کو دھیان میں رکھا جاوے تو یہ شکل آئینۂ حق نما بن جاوے گی کہ کچھ عرصہ بعد اس سے تصور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو گا۔ پھر رب کی صفات پر دھیان جم جاوے گا جو اصل مقصود ہے۔

س۔ کیا تصور شیخ کی کچھ اصل ہے بھی یا محض صوفیا کی ایجاد ہے؟

ج۔ اس کی اصل یہ ہے کہ صحابہ کرام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تصور میں رہتے تھے۔ بعض دفعہ روایت کرتے ہوئے فرما دیتے تھے کافی النظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گویا میں حضور کو اب دیکھ رہا ہوں۔ اس تصور کو جمانے کے لئے حلیہ شریف مکمل طور پر بیان کرتے تھے۔ ایک دوسرے کو سنایا کرتے تھے قبر میں بھی اسی تصور کا امتحان ہوگا۔ کہ آخری سوال یہ ہی ہوگا کہ تم اس کالی زلفوں والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جانتے ہو۔ اسی تصور کی کامیابی پر اس آخری امتحان کی کامیابی موقوف ہے۔

س۔ کیا تصور شیخ یا تصور رسول نماز میں بھی کرنا درست ہے۔

ج۔ شیخ کا تصور نماز میں عمدانہ لایئے کہ یہ خشوع کے خلاف ہے۔ بلا مقصد آجانے پر پکڑ نہیں۔ مگر تصور رسول نماز میں رکھنا ضروری ہے کیونکہ نماز حضور کی اداؤں کا نام ہے۔ جن کی اداؤں کی نقل کر رہا ہوں۔ ان کا خیال بھی ضرور رکھیئے۔ نیز حضور کا نام شریف نماز میں آتا ہے۔ قرآن میں رسول نبی یا کہ محمد رسول اللہ وغیرہ جگہ جگہ آرہا ہے۔ التحیات میں صاف طور پر نام شریف لے کر سلام عرض کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عین نماز میں حضور کا احترام کیا ہے۔ صدیق اکبر نماز پڑھا رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ مقتدیوں نے نماز میں تالی بجا کر حضرت صدیق کو تشریف آوری کی اطلاع دی اسی وقت صدیق اکبر مقتدی ہو کر صف میں تشریف لے آئے اور حضور درمیان نماز سے امام ہوئے (بخاری شریف) یہ تو تصور سے آگے بڑھ گیا۔

س۔ صوفیا مراقبہ کیوں کراتے ہیں۔ اس سے کیا فائدہ ہے؟

ج - مراقبہ رقبہ سے بنا معنی گردن جھکانا۔ چونکہ مراقبہ میں گردن جھکائی جاتی ہے لہذا اسے مراقبہ کہتے ہیں۔ اس میں دو فائدے ہیں۔ ایک تو سوچنا اور غور کرنا صوفیا کے نزدیک ایک ساعت کی فکر ایک سال کے اس ذکر سے افضل ہے جو بغیر فکر کے ہو

انسان غور و فکر کے وقت سر جھکا لیا کرتا ہے۔ گویا مومن سر جھکا کر رب کی کسی خاص صفت کو سوچتا ہے۔ اس سوچنے کا حکم قرآن پاک میں بھی ہے۔ دوسرے یہ کہ قلب میں بھی ایک نور ہے اور دماغ میں بھی نور جب دماغ کی فکر کو قلب سے لگایا گیا۔ تو دو نور مل کر نور علی نور ہوا۔ جس سے قلب و دماغ دونوں میں صفائی پیدا ہوئی۔ قلب کے نور نے دماغ کی اور دماغ کے نور نے قلب کی روشنی زیادہ کی۔ کچھ عرصہ بعد اس مراقبہ میں شیخ سارے عالم کو بلکہ خالق عالم کے نور کو پاتا ہے۔ مسمریزم والے نگاہ جمانے کی مشق کر لیتے ہیں تو ان کی نگاہ میں عجیب تاثیریں پیدا ہو جاتی ہیں۔ تو جو دل پر خیال جمائے وہ کتنی قوتوں کا مالک ہو گا۔ انہی قوتوں کا ذکر قصیدہ غوثیہ میں فرمایا گیا ہے۔

س۔ قرآن کریم نے "راسخین فی العلم" کی بہت تعریف کی ہے۔ یہ راسخین کون لوگ ہیں اور انہیں راسخین کیوں کہا جاتا ہے۔

ج- "راسخین فی العلم" وہ علماء ہیں جنہیں تصوف کا بھی حصہ ملا ہے۔ راسخ وہ درخت ہے جس کی رگیں بہت سی زمین میں پھیلی ہوں اور وہ مضبوطی سے گڑھا ہو۔ پودا اگرچہ زمین پر کھڑا ہو مگر راسخ نہیں۔ اسی طرح علم کی تین جگہ ہیں۔ دل۔ دماغ ۔زبان - زبان سے علم کا بیان دل سے معرفت دماغ سے حفظ ہوتا ہے۔ نیز راسخ دوکان وہ ہے جس میں ترازو اور باٹ ہوں کہ جو کچھ دوکان میں آوے تل کر آوے۔ جو جاوے وزن ہو کر جاوے۔ ایسے ہی راسخ عالم وہ ہے جو اپنے ہر عمل کو علم شریعت سے تول کر کرے۔ یا راسخ عالم وہ ہے جسے علم کے ساتھ عشق بھی ہو۔ یہ ہی عشق والا علم معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اسی کی رب نے تعریف فرمائی ہے بے عشق کا علم حجاب ہے۔ العلم حجاب اکبر بھی کہا گیا ہے کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔

نوٹ: الحمد للہ کہ تصور شیخ کا مضمون لکھنے کے بعد حضرت قاری صوفی غلام نبی صاحب للہ شریف والوں سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے خود تذکرہ فرمایا کہ اولاً تصور شیخ میں میرا یہ حال ہوا کہ مجھ کو نماز میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں اپنے شیخ کی پیشانی پر سجدہ کر

رہا ہوں۔ کچھ روز بعد وہ شکل شیخ۔ جمال مصطفے معلوم ہونے لگی۔ پھر ترقی ہوئی۔ تو ہر طرف نور الٰہی جلوہ گر نظر آنے لگا۔ اب بھی مجھے اپنی آنکھوں اور پیشانی میں لفظ اللہ محسوس ہوتا ہے۔ الحمد اللہ ایک صاحب حال شیخ الوقت کے بیان سے میرے اس قال کی تصدیق ہوگئی۔ رب تعالی اپنے پیاروں کے طفیل مجھ گنہ گار کو یہ حال نصیب کرے۔ آمین!

س۔ بعض صوفیاء دنیا کو برا کیوں جانتے ہیں۔ اگر دنیا بری چیز ہے تو رب نے پیدا کیوں فرمائی اور بعض مشائخ دنیامیں مشغول ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ ان کی اصطلاح میں دنیا وہ ہے جو رب سے غافل کردے۔ ریاکاری کی غار دنیا ہے اور رب کی رضا کے لئے تجارت کرنا بھی دین۔ اس کاروبار کو جنھوں نے غفلت کا باعث سمجھا وہ علیحدہ رہے۔ جنھوں نے اسے اختیار کیا وہ اس میں پھنسے نہیں ان کے لیے یہ دنیا نہ بنی۔

س۔ دنیا کو دنیا کیوں کہتے ہیں۔ اس کے معنی کیا ہیں؟

ج۔ یہ لفظ یاد نو سے بنا ہے بمعنی قرب۔ چونکہ دنیا قریب الفنا ہے لہذا دنیا سے۔ یادناۃ بنا بمعنی ذلت وخواری۔ چونکہ یہ حقیر وذلیل ہے لہذا دنیا ہے۔ مگر یاد رہے کہ دنیا صفر کی طرح خالی ہے۔ صفر اگر اکیلا ہو تو خالی ہے لیکن اگر کسی عدد سے مل جاوے تو اسے دس گنا کر دیتا ہے۔ ایک کو دس اور دس کو سو بنا دیتا ہے۔ ایسے ہی دنیا صفر آخرت عدد ہے جب آخرت سے ملے تو اسے دس گنا کردے گی۔ مگر خیال رہے کہ اگر صفر مقتدی کی طرح عدد کی داہنی طرف ہے تو دس گنا کرتا ہے۔ لیکن اگر نام بن کر بائیں طرف رہے تو پھر خالی۔ ایسے ہی اگر آخرت مقصود ہو اور دنیا تابع تو بہار ہے۔ اور اگر دنیا مقصود بن گئی تو بے کار۔

س۔ پھر دنیاوی احکام میں فرق کیوں ہے؟

ج۔ اس لئے کہ صفر عدد کو دس گنا کرتا ہے۔ جیسا عدد ویسی اس کی زیادتی۔ ہزار کو دس ہزار اور لاکھ کو دس لاکھ بناتا ہے۔ جن حضرات کی آخرت بڑے عدد کی طرح مہتم بالشان ہے ان کی دنیا بھی اعلی۔ جن کی آخرت معمولی ان کی دنیا بھی معمولی۔ انبیاء کرام کی

دنیا ہماری دنیا سے اعلی کیوں کہ ان کی آخرت اعلی ہے۔

س۔ دنیافانی اور آخرت باقی کیوں ہے دونوں کا خالق حی و باقی ہے مخلوق فرق کیوں۔

ج۔ اکثر دنیا میں ہمارے کسب کو دخل ہے اور ہم تو فانی۔ لہذا ہمارے کسب بھی فانی آخرت کی چیزیں ہمارے کسب سے نہیں۔ براہ راست رب سے تعلق رکھتی ہیں۔ لہذا باقی جیسے گیس اور سوج کے نور لیکن اگر دنیا سے دین کو ملادو تو پھر انشاء اللہ یہ بھی فنا سے محفوظ رہے گی۔ پتہ جڑ سے لگا رہے خشک نہ ہو گا۔ لیکن علیحدہ ہو کر فوراً سوکھ جائے گا۔ سمندر کا قطرہ سمندر میں رہ کر نہیں بگڑتا لیکن علیحدہ ہو کر جلد بگڑ جائے گا۔ بگڑنے والے پھل شکر کے قوام میں رکھ دیئے جائیں تو عرصہ تک نہیں بگڑتے۔ بعض چیزوں میں مصالحہ لگا دیا جائے تو باقی رہتی ہیں۔ اسی طرح نفسانی چیزی قلبی نور سے مل کر باقی ہو جاتے ہیں۔ جیسے مقبول اعمال۔

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

حضور مظہر اعلیٰ حضرت اور مالیگاؤں کی ایک تصویر

از: مولانا محمد حنظلہ رضا حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

بات سن ۱۳۴۶ھ صوبہ مہاراشٹر ضلع ناسک شہر مالیگاؤں کی ہے۔ مالیگاؤں کے بھولے بالے مسلمانوں کی مسلمانی اور سیدھے سادے سنیوں کی سنیت کو پھانسنے کے لئے وہابیوں دیوبندیوں نے جو وہابیت دیوبندیت کے جال بچھا رہے تھے طرح طرح کے حربے آزمارہے تھے مسلمانوں کی سنیت کو جکڑ کے باندھ دیا تھا۔ مالیگاؤں کا مسلمان اپنے رب سے فریاد کر رہا تھا کہ مولیٰ ہم پر اپنا رحم فرما ہم کو وہابیت دیوبندیت کے حملوں سے بچالے ان پر اپنے قہر و غضب کی بجلی گرادے ہم مسلمانانِ مالیگاؤں کے لئے غیب سے مدد بھیج دے۔ ایک کے بعد ایک مسلمانوں کی صدا عرش الٰہی پر دستک دے رہی تھی کہ اتنے میں صدا آئی یہ عبد اللہ کے گھر سے۔

ع نہ گھبراؤ مسلمانوں ابھی اسلام زندہ ہے
ابھی قرآن باقی ہے

بالآخر خدا و رسول کے فضل و کرم سے مسلمانانِ مالیگاؤں کی مراد بھر آئی اور اعلیٰ حضرت کا وہ روحانی فرزند جس کے نام سے وہابیت دھل جایا کرتی تھی جسکے وجود سے وہابیت دیوبندیت کے قلعے تھر تھرا جاتے تھے جس کی شیرانہ للکار سے وہابیت دیوبندیت کو موت آجایا کرتی تھی جس کے خرام سے وہابیت دیوبندیت کے گھروں میں زلزلے اُٹھنے لگتے تھے وہی جن کا نامِ نامی حضرت حشمت علی خاں تھا مسلمانِ مالیگاؤں کی درخواست پر امروہا سے چل کر مالیگاؤں تشریف لائے۔ مالیگاؤں کے تمام اہل سُنّت اس شمع محمدی پر پروانوں کی طرح نثار ہونے لگے۔ آپ کے مواعظ کی لذت اور جلسوں کی کیفیت وہی سمجھ سکتا ہے جو وہاں موجود تھا۔ ورنہ بیان کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ جلسوں میں ہزاروں ہزار مسلمانوں کا مجمع ہوا کرتا تھا درود شریف اللہ اکبر یارسول اللہ یا غوث یا علی المدد کے نعروں سے مالیگاؤں کے گلی کوچے گونج گونج اُٹھا

کرتے تھے۔ سنِ عیاض کو پہنچنے والے چشم دیدہ بزرگوار کے زبانی یہ کہتے سنا گیا کہ آج تک ایسا جلیل القادر فاضل ہمارے سامنے اب تک مالیگاؤں میں نہیں آیا۔

مسلمان اپنے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فضائل سن کر جھوم جھوم جاتے تھے سنیوں کے ایمان تازے ہوتے تھے۔ جلسہ میں لوگوں کا مجمع روز افزوں بڑھتا چلا جاتا تھا حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے مذہب اہل سنت کی حقانیت اور بدمذہبوں بے دینوں بالخصوص وہابیوں دیوبندیوں نجدیوں غیر مقلدوں کے ناپاک کفری عقیدوں پر اس دلکشی کے ساتھ روشنی ڈالی کہ تمام مالیگاؤں کے بچہ بچہ پر مذہب اہل سنت کی سچائی اور وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کی ناپاکی اور بُرائی ظاہر ہوگئ۔ اور مدتوں سے مالیگاؤں کے بھولے مسلمانوں کی مسلمانی اور سیدھے سادے سنیوں کی سنیت کو پھانسنے کے لئے وہابیت دیوبندیت کے جو جال بچھائے جارہے تھے ان کے پرخچے اُڑ گئ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! جب وہابیت کی وہابیت کا پردہ فاش ہوگیا تو اس کو چھپانے کی کوششیں کرنی چاہی۔

مبلغ وہابیہ ایڈیٹر "النجم" ملکی شیخ جی عبدالشکور کا کوروی، مرتضی حسن در بھنگی، شبیر احمد دیوبندی، محمد حسین راندیری، کو لکھنؤ، دیوبند، ڈابھیل، راندیر، تار بھیجے گئے کہ جلدی ہماری مدد کو دوڑو حشمت علی کے اعتراضات کا بوجھ ہماری پیٹھ سے اٹھاؤ۔ شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت کے حملوں سے ہماری جان بچاؤ۔ مگر افسوس مالیگاؤں کے وہابیہ اپنے جن پیشواؤں پر پھولتے تھے ان میں سے کوئی ان کی مشکلکشائی کے لئے نہ آیا۔ کسی نے جواب دیا کہ میری اماں مرگئی۔ کسی نے کہا میری خالہ بیمار ہیں۔ کسی نے کہا کہ میں خود بیمار ہوں۔ کسی نے کہا مجھے فرست نہیں غرض یہ کہ حضور مظہر اعلی حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے سامنے آنے کی کسی میں تاب نہ ہوئی۔

مالیگاؤں میں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلی حضرت نے حق کا حق باطل کا باطل، دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر کے دیکھا دیا ۲۱ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۶ھ روز جمعہ مبارک مالیگاؤں سے رخصت ہوے اس روز موٹروں کے اڈّے (اسٹیشن) پر ہزارہا ہزار سنی مسلمانوں کا ہجوم تھا ہر طرف لوگ بلک بلک کر رو

رہے تھے۔ اور اپنے مذہب کے عالم کو رخصت کر رہے تھے۔ اور آپ کو بصحت و سلامت دوبارہ پھر مالیگاؤں میں تشریف لانے کی دعائیں دے رہے تھے -

ع اے ابرِ کرم زراجم کے برس کہ وہ جانہ سکیں

الغرض بحمدہ تعالی مالیگاؤں میں حق کا بول بالا، اہل حق کا رخ اُجالا۔ اہل باطل کا منھ کالا ہوا۔ اسلام کے سکے جمے سنیت کے جھنڈے گڑے۔ اور حقانیت کے ڈنکے بجے اور مالیگاؤں میں خدا اور سول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے بندوں سنی مسلمانوں کو فتح مبین بخشی۔ اور وہابیہ دیوبندیہ پر شکست مہین بھیجی۔ الحمدللہ!

یہ ہیں مجاہد وہ جہادوں میں گزاری زندگی جس نے حضور مظہر اعلی حضرت کی وہ ذات بابرکات تھی کہ آج جو ملک ہندوستان کی سنیت لہلہا رہی ہے آپ ہی کی دین ہے ملک ہندوستان کا کوئی صوبہ ایسا نہیں جس نے حضور مظہر اعلی حضرت کی قدم بوسی نہ کی ہو چاہے صوبہ مہاراشٹر ہو، صوبہ گجرات ہو، صوبہ اتر پردیش ہو، صوبہ جھارکھنڈ ہو، صوبہ رجھستان ہو، ملک ہندوستان ہی نہیں بلکہ بیرونِ ممالک رنگون، برمہ، سات سمندر پار عرب کی سرزمین پہ بھی آپ نے حقّانیت کے پرچم کو خانۂ کعبہ میں علی الاعلان بلند فرمایا تھا اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر حکومتِ عرب کو وہابیت دیوبندیت کا کالا چہرہ دیکھایا تھا اور یہ پیغام دیا تھا

ع کیوں دبیں کس سے دبیں جو ہیں تیرے در کے غلام

غوث اعظم کی حفاظت میں ہے بندہ تیرا

آج بھی اپ کے نام مبارک سے وہابیت کانپ اٹھتی ہے آج بھی آپ کے تصور سے نجدیت کے قلعے لرز جاتے ہیں آج بھی آپ کی ہیبت سے وہابیت دیوبندیت نجدیت سہمی نظر آتی ہے گویا کاٹو تو خون نظر نہیں آتا۔

مختصر یہ کہ آپ نے دینِ پاکِ مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ واصحابہ اجمعین وسلم کی جو خدمات انجام دی اس کی ابھی تک کوئی نظیر نہ لاسکا نہ دکھاسکا۔

مولی سے دعا ہے کہ مولی مجھ کو اور ہم سب کو انکے سایۂ کرم میں رہنا نصیب فرما انکے فیوض و کمالات حسنہ سے ہم کو دارین کی برکتوں رحمتوں سے مالا مال فرما

بالخصوص انکے نام پاک کی برکت سے ہم سب کے ایمان و اسلام کی حفاظت فرما وہابیوں دیوبندیوں نجدیوں صلحکلیوں جملہ بے دین بد دینوں سے ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرماان سے ہم سب کو سچّی دشمنی بغض و عداوت عطاء فرمااپنے محبوب کے قرب رحمت میں جگہ عطاء فرمااپنے محبوب کی محبت میں جلااور اپنے محبوب کی محبت میں آخری نیند عطاء فرما۔ آمین بجاہ نبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

سگ در حشمت

فقیر محمد حنظلہ رضا حشمتی عفی عنہ پیلی بھیت شریف

۲۵ ربیع النور شریف ۱۴۴۴ھ بمطابق

۲۲اکتوبر ۲۰۲۲ بروز ہفتہ

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

عقائد اہل سنت قرآن وحدیث کی روشنی میں (قسط سوم)

از:- علامہ مولانا غلام ناصر حشمتی ناصری دامت برکاتہم العالیہ

تحنم بود

حسب الحکم

محقق عصر رئیس التحریر علامہ مولانا مفتی محمد فاران رضا خان صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

۷۸٦/۹۲/۵۵۵

غوث اعظم بمن بے سر وساماں مددے

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

سرکار اعلی حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہاں ہے

ہم اہل سنت کا عقیدہ و ایمان ہے کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے کچھ بھی نہ ہوتا، آیئے احادیث کریمہ سے عقیدۂ مذکور پر روشنی ڈالتے ہیں۔

سرکار مجدد الف ثانی سرہندی رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

حدیث قدسی میں ہے کہ حضور سیدنا محمد رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالی سے عرض کی۔ "اللھم انت وما انا وما سواک تزکت لاجلک" یعنی اے اللہ تو ہی ہے اور میں نہیں ہوں اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے لیے چھوڑ دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا "یامحمد اناوانت وماسواک خلقت لاجلک" یعنی اے محبوب میں ہوں اور تو ہے اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے ہی لیے پیدا کیا۔

(مکتوبات امام ربانی جلد دوم مکتوب ۸)

نیز دوسری جگہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں؛

اللہ عزوجل نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔

لولاک لما خلقت الا فلاک لولاک لماظهرت الربو بية۔

یعنی اے محبوب اگر تم کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ اگر تمہارا پیدا کرنا مجھے مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔

(مکتوبات امام ربانی جلد سوم مکتوب ۱۲۲)

سرکار اعلی حضرت رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

خدائی کی پیدائش بطفیل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا "لولاک لما خلقت الدنیا " (اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں دینا پیدا نہ فرماتا۔)

(الفوائد المجموعۃ باب فضائل النبی حدیث ۱۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۲۶)

(الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ حدیث ۷۵۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۹۴)

حضور تخم وجود و اصل موجود ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۱۵، صفحہ ۳۰۱)

حدیث پاک میں ہے؛

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

هبط جبريل فقال ان ربک يقول قد ختمت بک الانبياء وما خلقت خلقا اكرم على منک وقرنت اسمک مع اسمى فلا اذكرنى موضع حتى تذكر معى ، ولقد خلقت الدنيا واهلهالا عرفهم كرامتک على ومنزلتک عندى ، ولو لاک ما خلقت السمٰوٰت والارض وما بينهما لولاک ما خلقت الدنيا هذا مختصر

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو،

تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ یاد نہ کئے جاؤ، بیشک میں نے دنیا واہل دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں، اور اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا، صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

(مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ذکر ما خصّ بہ وشرف بہ من بین الانبیاء، ۲/۳۷-۱۳۶)

دوسری حدیث پاک میں ہے،

حاکم (عہ) بافادہ تصحیح عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

اوحی اللہ تعالٰی الی عیسٰی یا عیسٰی أمن بمحمد وأمر من ادرک من امتک ان یؤمنوا بہ فلولا محمد ما خلقت آدم ولولا محمد ماخلقت الجنۃ ولا النار ولقدخلقت العرش علی الماء فاضطر ب فکتبت علیہ لاالٰہ الا اللہ محمدرسول اللہ فسکن۔

اللہ تعالٰی نے عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کو وحی بھیجی اے عیسٰی! ایمان لا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور تیری امت سے جو لوگ اس کا زمانہ پائیں انہیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نہ ہوتا میں آدم کو نہ پیدا کرتا، نہ جنت دوزخ بناتا، جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا اسے جنبش تھی میں نے اس پر لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا، پس ٹھہر گیا۔

واقرہ علیہ السبکی فی شفاء السقام والسراج البلقینی فی فتاوٰہ وکذا جزم بصحتہ العلامۃ ابن حجر فی افضل القرٰی اقول قدر صرح المحقق ابن الھمام فی باب الاحرام من فتح القدیر ان الا قدام علی التحسین فرع معرفتہ حالاوعینا قلت فکیف بالتصحیح وانت تعلم ان من یعلم حجۃ علی من لایعلم ۱۲منہ۔

امام سبکی نے شفاء السقام میں اور سراج بلقینی نے اپنے فتاوٰی میں اس کو برقرار رکھا۔ اور یونہی اسکی صحت پر جزم فرمایا امام ابن حجر نے افضل القرٰی میں۔ میں کہتا ہوں امام محقق ابن ہمام نے فتح القدیر کے باب

الاحرام میں تصریح کی کسی کی تحسین فرع اسکے حال وعین کی معرفت ہے کی ہے۔ میں کہتا ہوں پھر تصحیح کا حال کیسا ہے اور جانتے ہو کہ جاننے والا نہ جاننے والے پر حجت ہے۔

(المستدرک للحاکم کتاب التاریخ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر ۲/۶۱۵)

عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل فرمایا۔ آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ حضور کو کیا فضل دیا۔ فوراً جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نازل ہوئے اور عرض کی حضور کا رب ارشاد فرماتا ہے:

ان کنت اتخذت ابراہیم خلیلاً فقد اتخذتک من قبل حبیباوان کنت کلمت موسٰی فی الارض تکلیما ۔ فقد کلمتک فی السماء ۔ وان کنت خلقت عیسٰی من روح القدس فقدر خلقت اسمک من قبل ان اخلق الخلق بالفی سنۃ ولقد وطئت فی السماء موطئًا لم یطأہ احد قبلک ولایطأہ احد بعدک ۔ وان کنت اصطفیت اٰدم فقد ختمت بک الانبیاء وما خلقت خلقا اکرم علی منک (وساق الحدیث الٰی ان قال) ظلّ عرشی فی القیامۃ علیک ممدود تاج الحمد علٰی رأسک معقود وقرنت اسمک مع اسمی فلاذکر فی موضع حتی تذکر معی ۔ ولقد خلقت الدنیاواھلھا لاعرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ، ولو لا ک ماخلقت الدنیا۔

اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا، تمہیں حبیب کیا۔ اور اگر موسٰی سے زمین میں کلام فرمایا، تم سے آسمان میں کلام کیا۔ اور اگر عیسٰی کو روح القدس سے بنایا تو تمہارا نام آفرینشِ خلق سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا۔ اور بیشک تمہارے قدم آسمان میں وہاں پہنچے جہاں نہ تم سے پہلے کوئی گیا نہ تمہارے بعد کسی کو رسائی ہو۔ اور اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا تمہیں ختم الانبیاء کیا اور تم سے زیادہ عزت و کرامت والا کسی کو نہ بنایا، قیامت میں میرے عرش کا سایہ تم پر گُسترده، اور حمد کا تاج تمہارے سر پر آراستہ، تمہارا نام میں نے اپنے نام

سے ملایا کہ کہیں میری یاد نہ ہو، جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کئے جاؤ اور بیشک میں نے دنیا و اہل دنیا کو اس لئے بنایا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں، اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

(تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر عروجہ الی السماء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۹۶۔۲۹۷)

دیلمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتانی جبریل فقال ان اللہ یقول لولا ک ماخلقت الجنۃ ولولاک ماخلقت النار۔

میرے پاس جبریل نے حاضر ہو کر عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے میں جنت کو نہ بناتا، اور اگر تم نہ ہوتے میں دوزخ کو نہ بناتا۔

(کنز العمال بحوالہ الدیلمی عن ابن عباس حدیث ۳۲۰۲۵۔۱۱/۴۳۱)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ عنہ ایک جگہ فرماتے ہیں؛

آدم و عالم سب تمہارے طفیلی ہیں، تم نہ ہوتے تو مطیع و عاصی کوئی نہ ہوتا، جنت و نار کس کیلئے ہوتیں، اور خود جنت و نار اجزائے عالم سے ہیں، جن پر تمہارے وجود کا پرتو پڑا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مقصود ذاتِ اُوست دگر جملگی طفیل

منظور نور اوست وگر جملگی ظلام

(مقصود ان کی ذات ہے باقی تمام طفیلی ہے، فقط انہی کا نور دکھائی دیتا ہے باقی سب تاریکیاں ہیں)

ہاں ہاں لا واللہ ثم باللہ ایک دفع بلا و حصول عطا کیا تمام جہان اور اس کا قیام سب انہیں کے دم قدم سے ہے عالم جس طرح ابتدائے آفرینش میں ان کا محتاج تھا کہ

لولاک لما خلقت الدنیا

(اگر آپ نہ ہوتے میں دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔)

یونہی بقا میں بھی ان کا محتاج ہے، آج اگر ان کا قدم درمیان سے نکال لیں ابھی ابھی فنائے مطلق ہو جائے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہاں ہے

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۳۰، صفحہ ٤٠٤)

سرکار امام اعظم ابو حنیفہ رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

انت الذی لولاک ما خلق امرء
کلا ولا خلق الورے بلولاکا

آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا۔ بلکہ آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق پیدا نہ کی جاتی۔

(قصیدۃ النعمان، شعر ٤)

امام محمد بن سعید ابو عبداللہ شرف الدین بوصیری رضی المولیٰ عنہ قصیدۂ بردہ شریف میں فرماتے ہیں؛

وکیف تدعو الی الدنیا ضرورۃ من
لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم

اور کیونکر دنیا کی طرف مائل کرے ضرورت، اس ذات اقدس کو کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا بھی نہ ہوتی۔

(قصیدہ بردہ شریف، شعر ۳۳)

اور بھی بہت سے دلائل ہیں جنہیں تفصیل درکار ہو وہ کتب سیر مدارج النبوۃ وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

جاری۔۔۔۔۔۔

سگ بارگاہ جنید زماں
فقیر غلام ناصر حشمتی ناصری غفرلہ القوی

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

خوشخبری!

۹۲/۷۸۶

۱۹/ ربیع النور شریف کو فقیر اور ماہنامہ حشمت ضیا کے بعض کارکن بغرض زیارت جنید زماں سرکار ناصر ملت و شہزادگان کے کرلا والے کاشانۂ اقدس پر حاضر ہوئے، وہاں دینی فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے نبیرۂ مظہر اعلی حضرت خلیفۂ مشاہد ملت شہزادۂ ناصر ملت صوفی باصفا مفتی محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم العالیہ سے ماہنامہ حشمت ضیا کے مدیر اعلیٰ کا عہدہ سنبھالنے کی درخواست کی، جس کی تفصیلی سماعت کے بعد حضرت نے لوجہ اللہ اسے قبول فرمالیا اور ماہنامہ حشمت ضیا کی باگ ڈور اپنے ذمے لے لی۔ یہ ہم غلامان اعلی حضرت رضی المولیٰ عنہ کے لیے انتہائی مسرت کی بات ہے۔ والحمدللہ۔

فجزاہ اللہ عنی وعن جمیع المسلمین۔

یہ مشترکہ طور پر قرار پایا کہ اب سے حضرت قبلہ ہی اس کے مدیر ہوں گے اور تمام کام حضرت کی دیکھ ریکھ میں ہوں گے۔ انشاءاللہ ثم شاء الرسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

سگ بارگاہ مظہر اعلی حضرت عبید حشمت علی غفرلہ القوی۔

مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی

محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی

ناشر - مکتبۂ حشمتیہ